969

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا ۰ تو کر لیتا ہے یہ بال و پر روح الامیں پیدا

فراکِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بشر مثلکم

کا جائزہ

نورِ مبین اور کلامِ اقبال کی روشنی میں

محمد اشرف خان (حسن زئی)

مکتبہ اشرفیہ مریدکے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

58703

نام کتاب ———— فتاویٰ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف ———— محمد اشرف خان (حسن زئی)

ناشر بار اول ———— فیروز سنز راولپنڈی

ناشر بار دوئم ———— بابو عبد المجید قادری (مریدکے)

طبع اول ———— جنوری ۱۹۸۲ء ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

تعداد طبع اول ———— ایک ہزار

طبع ثانی ———— اکتوبر ۱۹۸۲ء ذوالحجۃ ۱۴۰۲

تعداد طبع ثانی ———— ایک ہزار

مطبع ———— منظور پرنٹنگ پریس لاہور

ملنے کا پتہ ———— مکتبہ اشرفیہ مریدکے ضلع شیخوپورہ

فیروز سنز راولپنڈی صدر لمیٹڈ

قیمت : : : ۲۷ روپے

Marfat.com

969

عجب کیا گر مہ و پرویں مرے نخچیر ہو جائیں
کہ برفتراکِ صاحب دولتے بستم سرِ خود را

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر!
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

(اقبالؒ)

Marfat.com

انتساب

راہِ حق کی اُس اولوالعزم متلاشی روح

کے نام!

جس سے حضرت اقبالؒ نے فرمایا تھا!

"گذر جا عقل سے آگے کہ یہ نور!

چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے

Marfat.com

969

فہرسِ ابواب

آغاز ———— عرضِ مصنّف

باب اوّل ———— بشر

باب دوئم ———— تخلیقِ آدم

باب سوئم ———— اقبال اور عشقِ رسُول

باب چہارم ———— اصحابِ رسُول

باب پنجم ———— بارگاہِ رسُول

باب ششم ———— آئینِ مسلمان

Marfat.com

Marfat.com

باب اوّل

بشر کی حقیقت —————

بشر کا آغاز و انجام —————

بشر کی صفات —————

نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

○

(اقبالؒ)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مُصنّف

کسی کے بس میں نہیں کہ محبوبِ خدا کی کماحقہٗ توصیف کر سکے، عقل و دانش کی بلند پروازیاں ہر دور میں تھک ہار کر یہ اعلان کرنے پر مجبور ہوئیں کہ ؎

لایمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اس جہانِ رنگ و بو میں بے شمار عاشقانِ رسول آپ کی شان و رفعنا لک ذکرک کی جلوہ تابانیوں سے مسحور ہو کر لولاک لما خلقت کے بھید سے آگاہی حاصل کرنے میں عمریں گذار کر چل دیئے۔ لیکن ہر ایک کی سعی و کوشش کا نتیجہ مرزا غالب مرحوم نے یوں بیان فرمایا ہے اور صحیح فرمایا ہے ؎

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

شاعرِ اسلام، ترجمانِ حقیقت حضرت علامہ اقبال نے عشقِ رسول کی مے سے سرشار ہو کر جب اس مقام کی بلندیوں پر غور فرمایا تو بے ساختہ پکار اٹھے ؎

قوتِ قلب و نظر گردد نبیؐ
از خدا محبوب تر گردد نبیؐ

عقل و خرد کی درماندگی مقامِ بشریت میں ایسی کھوئی ہوئی نظر آتی ہے کہ مقامِ محمود کی، بلندیوں کو چھونا اس کے بس میں نہیں جس کا لازمی نتیجہ موجودہ دور کے تعلیم یافتہ حضرات کی قابلِ افسوس کم فہمی ہے مجھے اعتراف ہے کہ میری سعی و کوشش کسی صورت اٹل نہیں عشقِ رسول کی ایک چنگاری کا کرشمہ ہے کہ مجھ جیسے ناچیز نے اُس ذاتِ اقدس کی توصیف لکھنے کے واسطے قلم اٹھایا ہے جن کی تعریف کائنات کا ذرہ ذرہ کر رہا ہے خالقِ کائنات خود درود

Marfat.com

وسلام بھیج رہا ہے اور تمام قدسی اپنے رب کے ساتھ ہمنوا ہیں ناممکن ہے کہ میں ناظرین کو مقامِ محمود کی اس بلندی کا جلوہ دکھا سکوں جو اس کا حق ہے بہر حال میں نے حتی الوسع قرآن حکیم کی روشنی میں مقامِ محمود اور مقامِ بشریت کو سمجھنے کی کوشش کی ہے جس کا نتیجہ ناظرین کے سامنے ہے۔

ہو سکتا ہے کہ مقامِ محمود کی رفعت و بلندی جو اس کتاب میں بیان کی ہے عقلِ نارسا کی زد سے باہر ہو ایسے مقام پر ہمیشہ یہ حقیقت مدِ نظر رکھیئے کہ اتنے بلند و بالا مقام کی عطا و بخشش کا اعتراف اور یقین خدانخواستہ ثم خدانخواستہ کوئی شرک نہیں بلکہ اس ربِ رحیم و کریم کا وُہ عظیم فضل و احسان ہے جو اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمایا اور اللہ تعالی سر بلندی عطا فرمانے پر قطعی قادر ہے حقیقت یہ ہے کہ مقامِ محمود کی صحیح اہمیت وہی جانتا ہے جس نے یہ مقام عطا فرمایا ہے اور جس کا اعلان ہے و لسوف یعطیك ربك فترضیٰ

اے پیغمبرِ اسلام آپ کا رب آپ کو وُہ مقام عطا فرمائے گا جس سے آپ راضی ہو جائیں گے۔

کوٹ نجیب اللہ ہزارہ

ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

محمد اشرف خان

Marfat.com

بشر کی حقیقت

قرآنِ کریم میں ارشادِ ربّانی ہے :-

"اے پیغمبرِ اسلام فرما دیجئے کہ میں تمہاری مثل ایک بشر ہوں البتہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ آپ کا معبود ایک ہے اس کے سوا کوئی نہیں پس جو کوئی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو رکھتا ہے اُسے چاہیئے کہ اچھے کام کرے اور اپنے پروردگار کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے" (سورۃ الکہف)

مندرجہ بالا آیت کے علاوہ چند دیگر آیات میں بھی حضور کو بشر فرمایا گیا ہے جس سے کوئی ذی فہم انکار نہیں کر سکتا لیکن یہ سمجھنا یقیناً صبر آزما مطالعہ اور غور و فکر چاہتا ہے کہ بشر کا صحیح مقام کیا ہے اور اس اعلان کا مقصد و مدّعا کیا ہے اس اہم نکتہ کو سمجھنا ہر صاحبِ فکر کے واسطے ضروری ہے کیونکہ اس مقام کا غلط یقین ہے جس کے زیرِ اثر بسا اوقات بڑے بڑے علمائے کرام جن کی علمی استعداد لاریب ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ پاک پر تحریر و تقریر میں واحد غائب کا صیغہ استعمال فرماتے ہیں انسانی عقل، اس اندازِ تخاطب کے جواز پر کچھ ہی کہہ لے لیکن مجھ جیسے سادہ محبّت رکھنے والوں کے واسطے ایسی تحریر و تقریر ہمیشہ ناگوار رہی ہے کیونکہ ع

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

یہاں میں ایک ناخوشگوار واقعہ نقل کرنے پر مجبور ہوں کہ ایک دفعہ میں نے عید میلاد النبی کے موقعہ پر ایک جلسہ کا اہتمام کیا اور ضروری اخراجات کے واسطے اپنے رُفقاءؔ سے چندہ کی اپیل کی ایک تعلیم یافتہ نوجوان نے اس اپیل پر لکھا کہ میں وہابی ہوں چندہ نہیں دیتا - ایک حسّاس دل ایک نوجوان مسلمان کا یہ طرزِ فکر دیکھ کر جل گیا میں نے وہابی مسلک

Marfat.com

کا مطالعہ نہیں کیا تھا لیکن میرے سامنے ایک نوجوان مجسم موجود تھا جو اپنے وہابی ہونے کی وجہ سے عید میلاد النبی کے جلسہ کے واسطے چندہ دینا گناہ سمجھ رہا تھا میں نے اس نوجوان کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن اس کے ذہن میں موت و حیات کا فلسفہ کچھ اس طرح جاگزیں تھا کہ ہر بشر کو موت آنی ہے اور جو بھی بشر ہے جب فوت ہو جائے تو قصہ ختم اس کی نظر میں اس حقیقت سے دور تھیں کہ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

یہ سمجھنا بلاشبہ غلط ہے کہ کوئی مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت نہیں رکھتا لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ حضور کو جو مقام محمود حق تعالیٰ نے بخشا ہے اسے بہت سے مسلمانوں نے نہیں سمجھا اور سب سے بڑی الجھن فکر کی ان غلط کاوشوں کا نتیجہ ہے جو انما انا بشر کی تہہ تک نہ پہنچ سکیں اور بشر کو بمعنی عام انسان سمجھ کر ٹھوکریں کھاتی رہیں لہٰذا یہ ضروری ہے کہ بشر کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ بشر مرکب ہے چند اجزا کا جن کو مناسب صورت عطا کر دی گئی ہے اور جن کی ضروریات یکساں ہیں تو یہ سمجھنا غلط ہے قرآن حکیم کا ارشاد ہے :-

"ان لوگوں کو اس آدمی کا حال پڑھ کر سنا دیجئے جسے ہم نے اپنی نشانیاں دی تھیں لیکن پھر ایسا ہوا کہ اس نے وہ جامہ اتار دیا (دانش و فہم کا) پس شیطان اس کے پیچھے لگا نتیجہ یہ نکلا کہ گمراہوں میں ہو گیا اور اگر ہم چاہتے تو ان نشانیوں کے ذریعے اس کا مرتبہ بلند فرماتے مگر وہ پستی کی طرف جھکا اور ہوائے نفس کی پیروی کی تو اس کی مثال کتے کی سی ہو گی، مشقت میں ڈالو جب بھی ہانپے اور زبان لٹکائے چھوڑ دو جب بھی ایسا کرے ایسی ہی مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری نشانیاں جھٹلائیں آپ یہ حکایتیں لوگوں کو سنائیں تاکہ ان پر غور و فکر کریں" (سورۂ اعراف)

قرآن کریم ہر ایسے انسان کو جو بشر کو صرف چند اعضا کا مجموعہ سمجھتا ہے جس کے

Marfat.com

دو ہاتھ، دو کان، ایک ناک، دو پاؤں، ایک سر ہے دعوتِ غور و فکر دے رہا ہے ایک ایسے ہی انسان کی مثال بیان فرما کر جو بلاشبہ یہ تمام اعضاء رکھتا تھا اور جس کی ساری ضروریاتِ زندگی بعینہ وہی تھیں جو ہر ایسے اعضاء کے مرکب انسان کی ہو سکتی ہیں لیکن وُہ خدا کی راہ سے ہٹ گیا تھا اس واسطے وُہ کُتّے کی مثال ہو گیا نہایت نجس شے، ملاحظہ فرمایا آپ نے مقامِ بشریت کیا ہے اسی صورت میں فرمان ہے!

"اے حبیب اگر آپ ان کو سیدھی راہ بلائیں تو کبھی آپ کی پکار نہ سُنیں آپ کو ایسا دکھائی دیتا ہے کہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ دیکھتے نہیں"

یہاں قرآن حکیم ان ظاہر بین آنکھوں کی نفی کر رہا ہے جو کائنات کی ہر شے دیکھنے پر قادر ہیں، لیکن جن کو حق دیکھنے کی توفیق نہیں ایسی بصارت قرآن کے نزدیک بصارت نہیں رہی سورۃ الانفال میں ارشاد گرامی ہے!

"بلاشبہ اللہ کے نزدیک بدترین چارپائے وُہ انسان ہیں جنہوں نے کفر کی راہ اختیار کی"

غور فرمایئے وہی انسان جو شکل و صورت کی یکسانیت کے فریب میں آکر اللہ کے اولوالعزم نبیوں کو عام بشریت کی حد میں لانا چاہتا ہے۔ جب راہِ حق سے ہٹ جاتا ہے تو خود بشریت کے مقام سے گر کر چارپایوں جیسا ہو جاتا ہے بلاشبہ انسان چند اعضاء کا مرکب ہے مگر ان سب کو حق کی تلاش میں مصروف رکھنے سے بشریت کا مقام عطا ہوتا ہے، انسانی شکل و صورت بشر کہلانے کے واسطے ناکافی ہے جو آنکھ حق کو نہیں دیکھتی وُہ بصارت سے محروم ہے جو کان حق کو نہیں سُن سکتے وُہ بلاشبہ بہرے ہیں جو دل حق کی صداقتوں پر ایمان نہیں لا سکتا وُہ یقیناً اندھا ہے جو پاؤں ایک لاش کو اُٹھائے چلتے پھرتے ہیں وُہ پاؤں کہلانے کے حقدار نہیں رہتے ایسے اعضاء سے جو انسان مرکب ہوگا قرآن اس کو کتے کی مثال قرار دیتا ہے حضرت علامہ اقبال انسان کی حق سے اسی لاعلمی کی وجہ سے اس کی خوئے غلامی پر چوٹ فرماتے ہیں ۔

یعنی در خوئے غلامی زسگاں خوار تراست
من ندیدم کہ سگے پیشِ سگے سر خم کرد!

ترجمہ :۔ یعنی ایسا انسان خوئے غلامی میں کتے سے بھی بدتر ہے کیونکہ میں نے کسی کتے کو کتے کا غلام نہیں دیکھا۔

پس معلوم ہوا کہ قرآن حکیم کی روشنی میں بشر کے وُہ معنی نہیں جس کا ہم تصور کر کے انما انا بشر کی تاویلات میں الجھتے رہتے ہیں اور کیا پتہ بجائے سود کے زیاں حاصل کر رہے ہوں دراصل قرآنی تعلیم یہ ہے کہ تمام انسان پیدائش میں برابر ہیں ہر ایک کو ایک ہی طرح کا جسم اور ایک ہی وضع کے اعضاء عطا فرمائے ہر ایک کی ضروریاتِ زندگی ایک سی ہیں ہر ایک کے لئے ضروری ہے کہ عالم رنگ و بو میں آنے سے پہلے شکمِ مادر کی ظلمات سے گذرے بچپن، جوانی، بڑھاپا کی منزلیں طے کرتا ہوا اپنے آخری انجام کو پہنچ جائے لیکن سوال اٹھتا ہے کہ کیا ہر ایک انسان کی زندگی ایک جیسی ہوتی ہے کیا چند ضروری چیزوں کی یکسانیت اس بات کا ثبوت ہے کہ ایسے اعضاء کا ہر انسان ہر لحاظ سے ایک جیسے مقام و مرتبہ کا مالک ہے اور کیا یہ ممکن ہے کہ بعض برگزیدہ ہستیاں ایک ایسے مقام پر پہنچ جاتی ہیں جہاں بشریت کے عام اصول لاگو نہیں رہتے پیشتر اس کے کہ ان سوالوں کا جواب ڈھونڈا جائے ایک مثال پر غور فرمایئے جو عام بھی ہے اور قابلِ غور بھی۔

پاکستان کی آبادی کم و بیش آٹھ کروڑ ہے یہ تمام کے تمام پاکستانی کہلاتے ہیں ہر ایک کے حقوق کے تحفظ کی خاطر ایک ہی طرح کا قانون ہے ہر پاکستانی جہاں چاہے تعلیم حاصل کر سکتا ہے جو پیشہ مرضی ہو اختیار کرے کسی کو کوئی بندش نہیں یہ بنیادی حق ہے جو ہر ایک کو حاصل ہے لیکن جونہی آپ اس بنیادی سطح سے اوپر اٹھیں گے آپ کو بے شمار درجات نظر آئیں گے گاؤں کے نمبردار سے لے کر پاکستان کے صدر تک، کیا کوئی انکار کر سکتا ہے کہ صاحب صدر پاکستانی نہیں لیکن کیا اس سے انکار ہو سکتا ہے کہ جو اختیارات صدرِ پاکستان کو حاصل ہیں وُہ ایک عام مزدور کو بھی حاصل ہیں جو بلاشبہ

Marfat.com

پاکستانی ہے ایسا کیوں ہے اس واسطے کہ صدرِ پاکستان نے زندگی کے ان لمحات کو ضائع نہیں کیا جن کو مزدور نے ضائع کر دیا اور ان صلاحیتوں کا مالک نہ بن سکا جو اسے صدارت پاکستان کا منصب عطا کرتیں لیکن ایک کی یہ غفلت دوسرے کی بیداری کی وجہ سے کتنا بُعد پیدا کر گئی ایک مُلک کے سیاہ و سفید کا مالک ہے دوسرا نانِ جویں کا محتاج ایک کی سارے مُلک میں دھوم ہے دوسرے کے بیوی بچے بھی پہچاننے سے بیزار، ایک کے اشارہ پہ تقدیر بدل سکتی ہے دوسرا فکرِ معاش کے چکروں میں خود پھنسا پڑا ہے۔ ایسی صورت میں اگر ایک مزدور کھڑا ہو کر اعلان کر دے کہ میں اور صدرِ پاکستان برابر کے پاکستانی ہیں تو بلاشبہ وہ ٹھیک کہتا ہے، لیکن ان دونوں میں جو نمایاں فرق ہے کیا وہ اِس اعلان سے مٹ جائے گا ہرگز نہیں بلکہ ایسا سمجھنا فریبِ نظر کے سوا کچھ بھی نہیں۔

دوسری واضح بات جو ہر ایک جانتا ہے ہر جگہ کا تفاوت ہے ایک اُستاد ہے دوسرا شاگرد، دونوں انسان ہیں لیکن شاگرد اپنے انسان ہونے کی یکسانیت کی بنا پر اگر استاد کا ادب چھوڑ دے تو ہر ایک کی نظروں سے گر جائے گا، ایک ملزم ہے دوسرا جج دونوں انسان ہیں لیکن ملزم کی زندگی جج کے اختیارِ تمیزی پہ ہے چاہے اُسے قید کر دے، چاہے پھانسی پر لٹکا دے کیا کوئی ملزم ایک ہی طرح کا انسان ہونے کی آڑ لے کر کسی جج سے کہہ سکتا ہے کہ آپ میرا فیصلہ نہیں کر سکتے کیونکہ ہم دونوں ایک ہی طرح کے انسان ہیں، ایک ڈاکٹر ہے دوسرا مریض دونوں انسان ہیں لیکن مریض ڈاکٹر کی منت سماجت کے علاوہ نذرانۂ مال بھی پیش کرے گا تاکہ اس کا علاج ہو، زندگی کے بے شمار گوشوں پر نظر دوڑایئے آپ کو یہ تفاوت نمایاں نظر آئے گا، آپ میں سے کئی ملازم ہوں گے وہ جانتے ہیں ایک ماتحت اور آفیسر کا کیا فرق ہے، سپاہی اور آفیسر کمانڈنگ میں کیا تفاوت ہے، تاجر لوگ اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ ایک معمولی دکاندار فیکٹری کے مالک کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور دونوں کا کردار معاشرہ پر کس طرح اثرانداز ہو رہا ہے اور کچھ نہیں تو ایک مختصر سے گھر پہ نظر دوڑایئے یہ حقیقت کھل کر سامنے آئے گی کہ چھوٹے اور بڑے کا امتیاز نمایاں ہے ان سب رشتوں میں بنیادی رشتہ جو سب

Marfat.com

میں یکساں ہے اپنی جگہ قائم ہے لیکن زندگی کی حقیقتوں میں اس کی اہمیت کہاں گئی اور اگر آپ اس تفاوت کو مٹانے پر تُل جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ دنیا کا نظام چل سکے معلوم ہوا کہ صرف انسان ہونا سب کو لائن میں کھڑا نہیں کر سکتا ہاں سرِ دست یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ انسان میں قدرت نے ایسی صلاحیتیں پوشیدہ کر رکھی ہیں جن کو بروئے کار لا کر یہ بلند ترین مقام تک پہنچ سکتا ہے بشرطیکہ اللہ کا فضل شامل حال ہو، لیکن نبوّت وُہ بلند مقام ہے جہاں کسی کوشش سے نہیں پہنچا جا سکتا بلکہ یہ اللہ کی دین ہے وہ جسے چاہے رسالت کے عہدہ جلیلہ پر فائز فرما دے اور جن جن برزرگ و پاک ہستیوں کے نصیب میں یہ سعادت ابدی تھی وُہ اپنا اپنا حِصّہ حاصل کر چکے ہیں۔ اب ممکن نہیں کہ کوئی رسالت کے بلند عہدے تک پہنچے۔

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد!
بر رسولِ ما رسالت ختم کرد! (اقبال)

کہ ایک اِنسانی شکل وصورت رکھنے والی شخصیت بھی اللہ کی برگزیدہ ہوسکتی ہے چنانچہ سب سے بڑا اعتراض پیغمبرانِ خدا پر یہ تھا کہ آپ اِنسان ہیں یہ کیسے اللہ کے رسول ہوسکتے ہیں قرآن کریم کا ارشاد ہے :۔

"حضرت نوح علیہ السّلام نے فرمایا کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہو رہا ہے کہ تمہارے پروردگار کی نصیحت ایک ایسے آدمی کے ذریعے تمہیں پہنچی جو تم ہی میں سے ایک آدمی ہے" (سورۂ اعراف)

"حضرت ہود علیہ السّلام نے فرمایا کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہو رہا ہے کہ ایک ایسے آدمی کے ذریعے تمہارے پروردگار کی نصیحت تم تک پہنچی جو خود تم ہی میں سے ہے" (سورۂ اعراف)

"حضرت نوح علیہ السّلام کی قوم کہنے لگی اس سے زیادہ اس کی کیا حیثیت ہے کہ ہماری طرح کا اِنسان ہے جو کچھ تم کھاتے ہو یہ بھی کھاتا ہے، جو کچھ تم پیتے ہو یہ بھی پیتا ہے اگر تم نے اپنے ہی جیسے آدمی کی اطاعت کر لی تو سمجھ لو کہ تم تباہ ہوئے" (سورۂ المؤمنون)

قرآن کریم میں بے شمار مقامات ایسے آتے ہیں جہاں دعوٰی نبوت کو جھٹلانے والوں نے ایک واضح اور مسلّمہ اعتراض یہ کیا کہ جو عظیم ہستی دعوٰی نبوت کا اعلان فرما رہی وُہ اس واسطے جھوٹی ہے کہ یہ محض ہماری ہی طرح کا انسان ہے اِنسان کی تعریف جو ان منکرینِ حق کی نظر میں تھی وُہ ہمیشہ یہی رہی کہ نبوت کا مدعی ماں باپ رکھتا ہے عام انسانوں کی طرح اس کی پیدائش ہوئی ماں کا دودھ پیا، بچہ تھا جوان ہوا روٹی کھاتا ہے، پانی پیتا ہے، چلتا پھرتا ہے، بازار سے خرید و فروخت کرتا ہے لوگوں کے ساتھ تعلقات رکھتا ہے، میل ملاپ ہے، سوتا ہے جاگتا ہے، شادی کرتا ہے اولاد کا باپ کہلاتا ہے اعضائے جسمانی میں کوئی فرق نہیں، ہماری ہی طرح ہاتھ پاؤں، ناک، کان اور سر رکھتا ہے لہٰذا ہم ہی جیسا ہونے کی وجہ سے یہ نبوت کے مقام پر سرفراز نہیں ہوسکتا یہ مقامِ بلند تو کسی مافوق الفطرت ہستی کا ہونا چاہیئے گویا منکرینِ حق نے اس شکل و

Marfat.com

صورت کو بنائے انکار بنایا ہے جن کی یکسانیت قرآن کریم کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتی بلکہ اس ساری یکسانیت کے باوجود بھی اگر کوئی آدمی راہِ حق سے ہٹ گیا تو کتے کی مثال دی گیا اور بہ ایں ہمہ شکل و صورت وُہ انسانیت سے گر کر چارپایوں کی صف میں جا پہنچا جس کی تصدیق قرآن کریم کی ان آیات سے ہوتی ہے جن کا مطالعہ ابھی ابھی آپ فرما چکے ہیں۔

تاریخ اپنے آپ کو دُہراتی ہے چنانچہ جب سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، سید الانبیاء کا زمانہ آیا تو بعینہٖ وہی سب اعتراضات حضور کی ذاتِ اقدس پر کئے گئے قرآن کریم نے واضح الفاظ میں تردید کی کہ حضور نہ شاعر ہیں، نہ کاہن، نہ مجنون، نہ ان کو جاہ و مرتبہ کی لالچ ہے، نہ اپنی طرف سے کچھ فرما رہے ہیں بلکہ وُہ اللہ کے رسول ہیں اور صرف وہی فرماتے ہیں جس کی اُن کو وحی فرمائی جاتی ہے۔

یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب بھی کسی صداقت کو جھٹلایا جاتا ہے اور جھوٹے بہتانوں سے بدنام کرنے کی کوشش کی جائے تو صداقت کو صحیح ثابت کرنے کے واسطے اس کی تردید لازمی ہے یہی وجہ ہے کہ قرآنِ حکیم نے کفار کے تمام جھوٹے بہتانوں کو ایک ایک کر کے رد فرما دیا اب کفار کے بشر کے اعتراض پر قرآن کریم جواب میں فرماتا ہے :-

"اے محبوب ہم نے آپ سے پہلے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اسی طرح کے آدمی تھے ان پر ہماری وحی اترتی (پھر اے معترضین) اگر تم کو اس بات کا علم نہیں تو ان لوگوں سے پوچھ کر معلوم کر لو جو اہلِ کتاب میں ہم نے ان نبیوں کو بھی کبھی ایسے جسم کا نہیں بنایا کہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ ہی وہ ہمیشہ زندہ رہنے والے تھے،، (سورۂ انبیاء)

اور ان انبیاء کی قوم نے کیا کیا قرآن کا اعلان ہے :-

"ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نصیحت کی باتیں پیہم آتی رہیں مگر کبھی ایسا نہ ہوا کہ انہوں نے جی لگا کر سنا ہو وہ سنتے ہیں مگر اس طرح کہ کھیل کود میں لگے ہوئے ہیں اور دل ہیں کہ ایک قلم غافل اور ظلم کرنے والوں نے چپکے چپکے سرگوشیاں کیں کہ یہ آدمی اس کے سوا کیا ہے کہ ہماری ہی طرح کا ایک بشر،، (سورۂ انبیاء)

Marfat.com

یہ حقیقت ہے کہ تمام انبیائے کرام انسان ہی کی شکل و صورت میں جلوہ افروز ہوئے لیکن کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہم شکل و صورت پر بحث و تمحیث کو ایک مستقل مسئلہ بنالیں جو حل ہی نہ ہو یا کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہم اس ظاہری یکسانیت کی وجہ سے ایسا طرزِ تحریر و تقریر اختیار کریں جس سے ادب و احترام کی بُو تک بھی نہ آتی ہو اور کفار کے اس اعتراض کو اتنی وقعت دیں کہ اس جال میں پھنس کر ایمان تک کو خطرہ میں ڈال دیں۔ کیا کسی عاشقِ رسول صحابی نے کبھی حضور سے یہ عرض کی کہ جناب آپ تو بشر ہیں، آپ کو علمِ غیب کی کچھ خبر نہیں وغیرہ وغیرہ پہلے یہ دیکھیئے کہ انبیاء کو کیوں انسان ہی کی شکل و صورت عطا فرمائی گئی قرآن کریم کا ارشاد ہے :۔

"حقیقت یہ ہے کہ جب کبھی اللہ کی ہدائیت ظاہر ہوئی تو صرف اس بات نے لوگوں کو ایمان لانے سے روکا کہ متعجب ہو کر کہنے لگے کیا اللہ نے ہماری طرح کا ایک آدمی نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اے محبوب آپ فرمادیں کہ اگر ایسا ہوتا کہ زمین پر فرشتے بستے اور اطمینان سے چلتے پھرتے تو ہم ضرور آسمان سے ایک فرشتہ نبی بنا کر اتار دیتے" (سورۂ بنی اسرائیل)

آئیت مندرجہ بالا کا ایک ایک لفظ قابلِ غور ہے اس سے عیاں ہوتا ہے کہ انبیاءؑ کرام کو انسانی شکل و صورت عطا فرمانے کا مقصد کیا ہے اور ساتھ ہی کسی مافوق الفطرت ہستی کو پیغمبر بنا کر نہ بھیجنے کے جواز میں ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ مشیئت اور حکمت کے خلاف ہے کیونکہ اس صورت میں جو امتحان مقصود ہے وہ نہ ہو سکتا تھا کفار کا اعتراض یہی تھا کہ انسان کے بجائے فرشتے کیوں رسول بن کر نہیں آتے قرآن حکیم نے اس اعتراض کو یوں بیان فرمایا ہے :۔

"کہنے لگے یہ کیسا رسول ہے جو روٹی کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے۔ کیوں نہ اترا ان پر فرشتہ جو ان کے ساتھ ڈراتا رہتا" (سورۂ الفرقان)

ایسے بدبخت انسانوں کے متعلق ارشادِ گرامی ہے :۔

"کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور وہ ظلم کرنے والی تھیں

Marfat.com

اور وُہ ایسی اجڑیں کہ اپنی چھتوں پر گِر کر رہ گیئں، کنویں ناکارہ ہو گئے، سر بفلک محل کھنڈر بن گئے کیا یہ لوگ ملکوں میں چلتے پھرتے نہیں کہ عبرت حاصل کرتے اُن کے پاس دِل ہوتے اور سمجھتے بوجھتے کان ہوتے اور سنتے پاتے حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی اندھے پن میں پڑتا ہے تو آنکھیں اندھی نہیں ہو جایا کرتیں دِل اندھے ہو جایا کرتے ہیں جو سینوں کے اندر پوشیدہ ہیں۔" (سورۂ حج)

دوسری جگہ ارشاد گرامی ہے :۔

"اے محبوب! اگر آپ ان کو سیدھی راہ بلایئں تو کبھی آپ کی پکار نہ سنیں آپ کو ایسا دکھائی دیتا ہے کہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ دیکھتے نہیں،، (سورۂ اعراف)

قرآنِ حکیم نے ناظرین کے فکر و تدبر کے لیے اعضائے جسمانی کا کھول کر بیان فرما دیا ہے جس پر غور و فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم جس کو بصارت کہتے ہیں قرآن اسے اندھا پن فرما رہا ہے وُہ آنکھیں بلاشبہ بصارت سے محروم ہیں جو زمین کی زرخیزی پانی کی فراوانی، کھاد کی موزونیت، بیج کی اعلیٰ اقسام اور محنت کو اچھی فصل کا سبب جانتی ہیں اور اس سے آگے دیکھنے سے محروم ہیں چشمِ بینا وُہ ہے جو ان سب پردوں کے پیچھے اس خالق اکبر کے پوشیدہ ہاتھ کو بھی دیکھتی ہے جس نے زمین کو زرخیزی عطا فرمائی جس نے سمندروں سے بادل اٹھائے اور پھر ہوا کو حکم دیا کہ ان کو اڑا کر فلاں فلاں جگہ برسا دو، وُہ خالق کائنات جس نے زمین کی تاریکی میں ایک معمولی سے بیج کو پالا اور پھر سخت زمین کو حکم دیا کہ نرم و نازک پودے کی خوراک مہیا کر دیہاں تک کہ ایک دانہ سے سینکڑوں دانوں والا خوشہ تیار فرما کر اپنے بندوں کی خوراک مہیا فرمائی ؎

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون ؟
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب ؟
کون لایا کھینچ کر پچھم سے بادِ سازگار ؟
خاک یہ کس کی ہے ؟ کس کا ہے یہ نورِ آفتاب ؟

Marfat.com

کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب؟
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خوئے انقلاب؟ (اقبالؒ)

لیکن حیف ہے اس انسان پر کہ اس کی چشمِ تصور نے اس خالق اکبر کو کبھی پانے کی کوشش نہ کی جو ان تمام پردوں کے پیچھے چھپ کر بھی بے نقاب ہے یہی صورت انسان کے تمام اعضاء کی ہے اور جو عضو بھی اپنے خالق کی تلاش میں سرگرداں نہ ہو وہ اپنی حقیقت کھو بیٹھتا ہے، پھر ان سب اعضاء کا مرکزی مقام دِل ہے جو جب اندھا ہو جائے تو باقی تمام اعضاء اپنا اپنا کام چھوڑ جاتے ہیں اور یہی وہ گوشت کا لوتھڑا ہے جو اندھا رہے تو خون زیادہ کچھ نہیں لیکن جب بیدار ہو جائے تو مقامِ کبریا بن جاتا ہے۔ حضرت اقبال فرماتے ہیں ؎

دِلِ مُردہ دل نہیں اِسے زِندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرضِ کہن کا چارہ

معلوم ہوا کہ قرآنِ حکیم نے بشر کا جو لفظ استعمال فرمایا ہے وُہ منکرینِ حق کے اس اعتراض کے جواب میں تھا جو انہوں نے حضور سرورِ کائنات پر کیا چونکہ آپ انسانی شکل و صورت میں جلوہ گر تھے اس واسطے اس کی تردید نہیں فرمائی لیکن ساتھ ساتھ یہ اعلان فرما دیا کہ آپ سے پہلے جتنے انبیائے کرام تشریف لائے ہیں سب کو انسانی شکل و صورت ہی عطا فرمائی گئی تھی اس لیئے کہ جن کی طرف ان کو اور آپ کو رسول بنا کر بھیجا گیا وہ سب انسان ہی تھے جن کی اصلاح مقصودِ ربانی تھی لہٰذا ضروری تھا کہ رسول کو بھی وہی جسم و جان عطا فرما کر وہی ضروریات پیش کر دی جائیں جو عام انسانوں کو پیش آ سکتی ہیں تاکہ وُہ ان تمام باتوں کے باوجود اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیں کہ اس جسم و جان میں کوئی ایسا نقص نہیں جو خالقِ حقیقی کے احکام کی پیروی نہ کر سکے نہ ہی ہماری ضروریاتِ زندگی ایسی ہیں کہ دن رات انہی کو حاصل کرنے کے واسطے کتوں کی طرح سرگرداں پھرتے رہیں اور اللہ کی بندگی اور اس کے احکام سے یکسر غافل ہو جائیں اگر ایسا نہ ہوتا تو یہی عقل کی میزان پر فیصلہ فرمانے والے چلاتے کہ رسول نے

ایسا اس لیئے کیا کہ وہ مافوق الفطرت تھے وُہ کر سکتے تھے ہم انسان ہو کر نہیں کر سکتے رسول کریم کی حیاتِ اقدس زندگی کی ہر مشکل اور فتح و کامرانی کی ہر منزل سے دوچار ہوئی اس لیئے آپ کی تمام امت اور نوعِ انسانی کا ہر فرد اپنی زندگی کے ہر مسئلے کا حل حضور کی حیاتِ اقدس سے حاصل کر سکتا ہے حضرت سید سلیمان ندوی نے مدراس میں دیئے گئے لیکچر پنجم میں حضور سرورِ کائنات کی حیاتِ اقدس کے متعلق ایک ہندو مفکر کی رائے نقل فرمائی ہے یہ لیکچر حضرت سید سلیمان ندوی نے ۱۹۲۵ئہ میں دیا تھا فرماتے ہیں:۔

"حضور کی حیاتِ اقدس میں بیک وقت اس قدر تضاد اور متنوع اوصاف ہیں جو کسی ایک انسان میں تاریخ نے کبھی یکجا کر کے نہیں دکھائے بادشاہ ایسے کہ پورا ملک اُن کی مٹھی میں ہے اور بے بس ایسے کہ خود اپنے آپ کو بھی اپنے قبضہ میں نہیں جانتے بلکہ خدا کے قبضہ میں، دولت مند ایسے کہ خزانے کے خزانے اونٹوں پر لدے ہوئے ان کے دارالحکومت میں آ رہے ہوں اور محتاج ایسے کہ مہینوں ان کے گھر چولہا نہ جلتا ہو اور اور کئی کئی وقت اُن پر فاقے گذرتے ہوں، سپہ سالار ایسے کہ مٹھی بھر نہتے آدمیوں کو لے کر ہزاروں غرقِ آہن فوجوں سے کامیاب لڑائی کی ہو، اور صلح پسند ایسے کہ ہزاروں پر جوش جان نثاروں کی ہمرکابی کے باوجود صلح کے کاغذ پر بے چون و چرا دستخط کر دیتے ہوں، شجاع و بہادر ایسے کہ ہزاروں کے مقابلے میں تنہا کھڑے ہوں اور نرم دل ایسے کہ کبھی انہوں نے انسانی خون کا ایک قطرہ بھی اپنے ہاتھ سے نہ بہایا ہو، باتعلق ایسے کہ عرب کے ذرہ ذرہ کی ان کو فکر، بیوی بچوں کی فکر، غریب و مفلس مسلمانوں کی فکر، خدا کی بھولی ہوئی دنیا کے سدھار کی فکر، غرض سارے سنسار کی فکر اور بے تعلق ایسے کہ اپنے خدا کے سوا کسی اور کی یاد تک ان کو نہ ہو اور اس کے سوا ہر چیز فراموش ہو انہوں نے کبھی اپنی ذات کے واسطے اپنے کو بُرا

کہنے والوں سے بدلہ نہ لیا ہو اور دشمنوں کو دعائے خیر دی ہو اور بھلا چاہا ہو لیکن خدا کے دشمنوں کو کبھی معاف نہ کیا ہو عین اس وقت جب ان پر ایک تیغ زن سپاہی کا دھوکا ہوتا ہے وہ ایک شب زندہ دار کی صورت میں جلوہ نما ہو جاتے ہیں عین اس وقت جب ان پر کشور کشا فاتح کا شبہ ہوتا ہے وہ پیغمبرانہ معصومیت کے ساتھ ہمارے سامنے آجاتے ہیں عین اس وقت جب ہم ان کو شاہِ عرب کہہ کر پکارنا چاہتے ہیں وہ کھجور کی چھال کا تکیہ لگائے کھردری چٹائی پر بیٹھے درویش نظر آتے ہیں عین اس وقت جب عرب کے اطراف سے آ آ کر ان کی صحنِ مسجد میں مال و دولت کا انبار لگا ہوتا ہے ان کے گھر میں فاقہ کی تیاری ہو رہی ہوتی ہے عین اس وقت جب لڑائیوں کے قیدی مسلمانوں کے گھروں میں لونڈی اور غلام بنا کر بھیجے جا رہے ہیں سیدہ فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ جا کر اپنے ہاتھوں کے چھالے اور سینے کے داغ باپ کو دکھاتی ہیں، لیکن ان کو کوئی لونڈی کوئی غلام نہیں دیا جاتا، عین اس وقت جب آدھا عرب ان کے زیر نگیں ہوتا ہے حضرت عمر حاضر دربار ہوتے ہیں، اِدھر اُدھر نظر اُٹھا کر کاشانۂ نبوت کے سامان کا جائزہ لیتے ہیں آپ ایک کھردری چارپائی پر آرام فرما ہیں جسم مبارک پر بانوں کے نشان پڑ گئے ہیں ایک طرف مٹھی بھر جو رکھے ہیں ایک کھونٹی پر خشک مشکیزہ لٹک رہا ہے سرورِ کائنات کے گھر کی کل کائنات دیکھ کر حضرت عمر رو پڑتے ہیں سبب دریافت ہوتا ہے تو عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ اس سے بڑھ کر رونے کا اور کیا موقع ہوگا کہ قیصر و کسریٰ تو باغ و بہار کے مزے لوٹ رہے ہیں اور آپ پیغمبر ہو کر اس حالت میں ہیں، ارشادِ رسالت ہوتا ہے عمر کیا تم اس پر راضی نہیں کہ قیصر و کسریٰ دنیا کے مزے لوٹیں اور ہم آخرت کی سعادت" سچ فرمایا پروانۂ رسالت نے کہ

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام انبیائے کرام کو جو انسانی شکل و صورت

58703

عطا فرمائی گئی جن بشری تقاضوں سے ان کو دوچار ہونا پڑا ان میں یہی مصلحت پوشیدہ تھی کہ دنیا کے باقی انسان جان لیں کہ اس جسم وجان اور اس کی ضرورتوں کو اگر دل کے تابع رکھ کر خدائے بزرگ و برتر کے احکام کی پیروی کی جائے جو بہرصورت ممکن ہے تو اس کی پرواز کا منتہا قدسیوں کو حیران کر دیتا ہے حضرت علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال و پر روح الامین پیدا

اور اگر نعمتِ ایمان سے محروم رہے تو اس کی ظاہری شکل و صورت اس کے اعضائے جسمانی اور اس کے تقاضائے بشری کے باوجود وہ انسان نہیں رہتا، چارپایوں کی صف میں کھڑا ہوتا ہے اور اس کی مثال کُتے کی طرح ہو جاتی ہے جو مُردار ہے

ہر کہ بے حق زیست جز مُردار نیست
گرچہ کس در ماتم او زار نیست! ! (اقبال)

بشر کا آغاز و انجام

ہر بشر کی زندگی عبارت ہے چند مراحل سے جن کی ابتدا پیدائش ہے اور انتہا موت بعد از موت جو زندگی عطا ہو گی اس سے کوئی مسلمان منکر نہیں ہو سکتا لیکن سرِ دست ہمارا مقصد صرف دنیاوی زندگی سے ہے کیونکہ عام بشر کے جسم و جان میں جو یکسانیت ہے وہی ہمیں دعوتِ فکر دیتی ہے کہ ذرا سوچیں اور معلوم کریں کہ کیا ہر بشر ایک ہی طرح کا ہوتا ہے ایک سی پیدائش، ایک سی زندگی اور ایک سی موت اگر یہ سب باتیں یکساں ہوں تو بلاشبہ ہم یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ہر بشر ایک ہی طرح کا ہوتا ہے اور جسم و جان کا یہ جامہ روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ ترقی پذیر نہیں رہتا اور جس طرح موت کے بعد انسان کا جسم گل سڑ جاتا ہے وہ کسی کام کا نہیں رہتا اس طرح اللہ کے برگزیدہ بندے بھی اس عالم رنگ و بو سے روپوش ہونے کے بعد محض ایک بے جان جسم رہ جاتے ہیں جس طرح ہر بشر،

آپ کا مشاہدہ ہے اور یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ ہر بچہ کی پیدائش ایک

Marfat.com

ں طریقے سے ہوئی یہ تو ظاہر بین نگاہ کا فیصلہ ہے لیکن اگر آپ غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ ہر نبی مشیئتِ ایزدی کا مستقل پیغام بن کر خاص مشن کے ساتھ پیدا ہوتا ہے قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

اور جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام اٹھانے لگے بنیادیں اس گھر کی تو فرمایا اے اللہ قبول فرما ہم سے تو ہی اصل سنتا اور جانتا ہے اے رب ہمارے ہم کو اپنا حکم بردار بنانا اور ہماری اولاد میں بھی ایک اُمت حکم بردار اور بتا ہم کو دستور حج کرنے کے اور معاف فرما ہم کو بلاشبہ تو معاف فرمانے والا ہے اور رحیم ہے اے رب ہمارے اُٹھا ان میں ایک رسول انہی میں، پڑھے ان پر تیری آیات اور سکھا دے ان کو کتاب و حکمت اور ان کو سنوارے تو ہی ہے اصل زبردست حکمت والا،، (سورۂ بقر)

آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ دو بزرگ ترین ہستیاں کون ہیں ایک باپ دوسرا بیٹا دونوں مئے توحید سے سرمست و سرشار دونوں عشق حق میں اپنی اپنی جان تک پیش کر دینے والے حضرت خلیل نے جب نمرود سے ٹکر لی تو طاغوتی قوتوں نے نارِ نمرود تیار کر کے حضرت خلیل کو اس میں ڈال دیا۔ عشقِ خلیل کی بلندیوں کا اندازہ فرمایئے کہ ایسے نازک وقت دِل نہیں ڈگمگاتا خوف و خطر سے بے نیاز ہو کر عشق حُسن کے حضور قربانی پیش کرتا ہے، اور عقل و خرد کے متوالوں کو محوِ حیرت کر دیتا ہے۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

نارِ نمرود سے کامرانی کے بعد بڑھاپے کی عمر میں فرزند عطا ہوتا ہے جب وُہ سنِ بلوغ کو پہنچتے ہیں تو اللہ کا حکم ہوتا ہے اس فرزند کو ہماری راہ میں قربان فرمایئے بڑھاپے کا واحد سہارا آنکھوں کا تارا، دِل کا سکون، اولاد والے سمجھ

Marfat.com

پس کہ یہ کتنا مشکل کام ہے لیکن اللہ کا خلیل حکم پاتے ہی بیٹے کو قربان کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں بیٹا بھی کون ہے حضرت اسماعیل، اللہ کا حکم سنتے ہی گردن جھک جاتی ہے کیوں اس واسطے کہ عشق کی آگ بشریت کی خاک کو فنا کر چکی ہے یہاں تخمین و ظن کا گذر نہیں مصلحت اندیشی عاشقوں کا شیوہ نہیں محبوب کے حضور دنیا کی ہر چیز قربان کرنا ہی ان کی خوشنودی ہے۔ سر تسلیم خم ہے حضرت اسماعیل کے گلے پر چھری ہے اور حضرت ابراہیم چھری پھیرنے کو بے قرار ہیں اللہ اللہ کیا سپردگی تھی

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی ؟
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی!

لیکن مقصود امتحان تھا دنیا کو بتانا تھا کہ تمہاری ہی طرح کا جسم و جان رکھنے والے اولاد کی محبت میں سرشار کس طرح ان تمام بشری تقاضوں کو توڑ کر اللہ کے حکم کی اطاعت کرتا ہے چنانچہ حضرت اسماعیل کی جگہ ایک دنبہ ذبح ہو گیا اور باپ بیٹے نے اللہ کا شکر ادا کیا حکم باری ہوا اے ابراہیم آپ نے ہمارے امتحانوں میں ثابت قدمی دکھا کر ثابت فرما دیا کہ آپ ہمارے خلیل ہیں یہی خلیل ہیں اور ان کے فرزند ارجمند دنیا کے دو الوالعزم پیغمبر اللہ کے برگزیدہ رسول جو کعبۃ اللہ تعمیر فرما رہے ہیں دیواریں چن چکے تو ہاتھ اٹھا کر اپنے رب سے عرض کر رہے ہیں اے رب ہمارے اُٹھا ان میں ایک رسول، انہی میں کا پڑھے ان پر تیری آیات اور سکھا دے ان کو کتاب و حکمت اور ان کا تزکیہ فرما دے اللہ کے رسولوں کی یہ دعائے پاک بارگاہِ حق میں قبول ہوئی لیکن دو ہزار سال بعد گویا کارکنان قدرت ایک طویل مدت تک حضور کی بعثت کے منتظر رہے اور ظہور قدسی ہوا تو حضور کی شان اقدس میں وہی الفاظ بیان فرمائے جو خلیل اللہ اور حضرت اسماعیل کی پاک زبانوں سے نکل چکے تھے ارشاد باری ہے:-

" اللہ نے احسان فرمایا ایمان والوں پر جب بھیجا ان میں رسول انہی

Marfat.com

ہیں کا پڑھتے ہیں ان پر آیات اور سنوارتے ہیں ان کو اور سکھاتے ہیں ان کو کتاب و حکمت اور اس سے پہلے وُہ صریح گمراہی میں تھے“ (سورۂ آل عمران)

اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری کو مومنوں پر احسان فرما رہا ہے بشر بشر کی رٹ لگانے والے سوچیں کہ اللہ نے اپنی کسی رحمت کو احسان نہیں فرمایا لیکن حضور کی ذاتِ اقدس کو احسان فرما رہا ہے۔

”اے لوگو بھیجا ہم نے رسول تم میں سے پڑھتے ہیں تمہارے پاس ہماری آیات اور جو سنوارتے ہیں تم کو اور سکھاتے ہیں تم کو جو تم نہ جانتے تھے“ (سورۂ بقر)

”وہی اللہ ہے جس نے ان پڑھوں میں سے ایک رسول اُٹھایا پڑھتے ہیں ان لوگوں کے پاس اللہ کی آیات اور ان کو سنوارتے ہیں اور سکھاتے ہیں ان کو کتاب و حکمت اور اس سے پہلے وُہ صریح گمراہی میں تھے“ (سورۃ الجمعہ)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ایک عام بچہ کی پیدائش نہ تھی بلکہ آپ کے ظہور قدسی میں اولوالعزم پیغمبروں، رسولوں اور اللہ کے عاشقوں کی دعائیں پوشیدہ تھیں جو سالہا سال پہلے عرشِ اعظم سے ٹکرا چکی تھیں اسی واسطے آپ کے عشق کا یہ فیض ہے کہ خاک کو ہمدوشِ ثریّا بنا دیتا ہے۔

دل ز عشقِ او توانا مے شود
خاک ہمدوشِ ثریا مے شود (اقبال)

”حضور کے عشق سے دِل توانائی حاصل کرتا ہے اور ایک خاکی انسان ثریّا پر ٹھکانا پاتا ہے“

Marfat.com

اس شانِ امتیازی سے دنیا میں جلوہ افروز ہونے کے بعد حضور کی زندگی کا آغاز ہوتا ہے یہ حقیقت کھل چکی ہے کہ مشیئتِ ایزدی یہی تھی کہ آپ کو مقامِ محمود کا بلند ترین مقام عطا فرمایا جانے والا ہے اور آپ کی حیاتِ اقدس ایسے حالات اور واقعات سے دوچار ہوگی جو منفرد ہوں گے کیا ایسے عظیم المرتبت نبی کی زندگی کی قدم قدم پر رہنمائی فرمائی گئی ہوگی اور قدرت کا پوشیدہ ہاتھ اپنا کام کرنے میں مصروف نہیں رہا ہوگا اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے واسطے قرآن میں بیان شدہ دو واقعات کا ذکر انتہائی ضروری ہے۔

پہلا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا ہے حضرت موسیٰ اللہ کے جلیل القدر رسول اور کلیم اللہ ہیں حصول علم کی پیاس بجھانے کے لیے اللہ کے حکم سے حضرت خضر کے ساتھ رہنے کی گذارش کرتے ہیں حضرت خضر اجازت مرحمت فرماتے ہوئے یہ شرط لگاتے ہیں کہ جو بات آپ کی سمجھ میں نہ آئے جب تک میں خود نہ بتاؤں آپ اس کی نسبت سوال نہ کریں حضرت موسیٰ نے شرط مان لی ہے اور سفر شروع ہو چکا ہے ذہن میں اس بات کو محفوظ رکھیئے کہ شرط اللہ کے دو برگزیدہ اور اولوالعزم پیغمبروں کے درمیان ہے شرط بھی کچھ مشکل نہیں بس ذرا خاموش رہنا ہے اب ملاحظہ فرمایئے کیا ہوا سورۂ کہف میں ارشاد ہے :-

"پھر ایسا ہوا کہ دونوں سفر میں نکلے یہاں تک کہ سمندر کے کنارے پہنچے اور ایک کشتی میں سوار ہوئے اب حضرت موسیٰ کے ساتھی نے یہ کیا کہ کشتی میں ایک دراڑ نکال دی یہ دیکھتے ہی حضرت موسیٰ بول اُٹھے آپ نے کشتی میں سے دراڑ نکال دی کہ مسافر غرق ہو جائیں آپ نے کیسی خطرناک بات کی اس کے ساتھی نے کہا! کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے موسیٰ نے کہا بھول ہو گئی اس پر نہ پکڑیئے اگر ایک بات بھول چوک میں

Marfat.com

ہو جائے تو آپ سخت گیری کیوں کریں۔

پھر دونوں آگے چلے یہاں تک کہ ایک بستی کے قریب پہنچے اور انہیں ایک لڑکا ملا حضرت موسیٰ کے ساتھی نے اس لڑکے کو قتل کر دیا۔ اس پر حضرت موسیٰ بول اٹھے آپ نے ایک بے گناہ کی جان لی حالانکہ اس نے کسی کی جان لی نہیں تھی آپ نے کیسی برائی کی بات کی حضرت موسیٰ کے ساتھی نے کہا کیا میں نے نہیں کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے حضرت موسیٰ نے کہا اگر پھر میں نے کچھ پوچھا تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیئے اس صورت میں آپ پوری طرح معذور سمجھے جائیں گے۔

وہ دونوں اور آگے بڑھے یہاں تک کہ ایک گاؤں کے پاس پہنچے گاؤں والوں سے کہا ہمارے کھانے کا انتظام کر دو گاؤں والوں نے مہمان نوازی سے صاف انکار کر دیا پھر ان دونوں نے دیکھا کہ گاؤں میں ایک پرانی دیوار ہے جو گرا چاہتی ہے یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ کے ساتھی نے اس کی مرمت شروع کر دی اور اسے از سر نو مضبوط کر دیا اس پر موسیٰ سے نہ رہا گیا اور بول اٹھے اگر آپ چاہتے تو اس محنت کا کچھ معاوضہ ان لوگوں سے وصول کرتے تب موسیٰ کے ساتھی نے کہا بس اب مجھ میں اور آپ میں جدائی کا وقت آگیا ہے ہاں جن باتوں پر آپ سے صبر نہ ہو سکا ان کی حقیقت آپ کو بتلا دیتا ہوں۔

سب سے پہلے کشتی کا معاملہ تو وہ چند مسکینوں کی تھی جو سمندر میں محنت مزدوری کرتے ہیں وہ جس طرف بڑھ رہے تھے وہاں ایک ظالم بادشاہ تھا جس کسی کی اچھی کشتی پاتا ہے اسے زبردستی لے لیتا ہے میں نے چاہا اس کشتی میں ایک عیب ڈال دوں تاکہ

Marfat.com

بادشاہ کے آدمی اُسے عیبی دیکھ کر قبضہ کر نہ سکیں۔

باقی رہا لڑکے کا معاملہ تو اس کے ماں باپ مومن ہیں ہیں یہ دیکھ کر ڈرا کہ ان کو سرکشی اور کفر کی اذیت پہنچائے گا پس میں نے چاہا ان کا پروردگار اس لڑکے سے بہتر انہیں لڑکے دے گا دینداری میں بھی اور محبت میں بھی۔

اور وُہ جو دیوار درست کر دی گئی تو اس کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے وُہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی ہے جس کے نیچے ان کا خزانہ گڑھا ہے ان کے ماں باپ نیک تھے پس تمہارے پروردگار نے چاہا کہ دونوں لڑکے اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ محفوظ پا کر نکال لیں۔ اگر وُہ دیوار گر جاتی تو ان کا خزانہ محفوظ نہ رہتا۔ یہ ان لڑکوں کے حال پر پروردگار کی مہربانی تھی جو اس طرح ظہور میں آئی میں نے جو کچھ کیا اپنے اختیار سے نہیں کیا یہ ہے حقیقت ان باتوں کی جن پر آپ صبر نہ کر سکے"

ان بصیرت افروز واقعات کو حضرت اقبال نے نہایت خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ؎

کشتیِ مسکین وجانِ پاک ودیوارِ یتیم!!
علم موسیٰ بھی تیرے سامنے حیرت فروش!

قرآن حکیم کے اس واقعہ میں وُہ کونسی بات نہیں جو یہ نہ بتا رہی ہو کہ قدرت کا دستِ غیب اپنے کاموں میں کس طرح مصروف رہتا ہے پہلا واقعہ اس امر کا شاہد ہے کہ چند مسکینوں کے مال کی حفاظت مقصود تھی ان کو معلوم نہیں تھا کہ وُہ کس خطرے سے دوچار ہونے والے ہیں جس سے بچاؤ کی خاطر ان کا تھوڑا سا نقصان کر دیا گیا جس سے یقینی طور پر وُہ پریشان ہوئے ہوں گے لیکن جب اصلی مصلحت ظاہر ہوئی ہو گی تو ان کا دِل اللہ کے حضور جھک گیا ہو گا دوسرا واقعہ ایک لڑکے کا قتل ہے جس کا امکان تھا کہ کفر و ضلالت میں گرفتار ہو گا اور اس طرح اپنے مومن

والدین کی دل آزاری کا باعث بنے گا گو اس سانحہ سے اس کے والدین کو صدمہ ہوا ہو گا لیکن جب اللہ نے ان کو نیک اولاد سے نواز دیا ہو گا تو وہ یہ صدمہ بھول گئے ہوں گے اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا رحم و کرم یہ بھی پسند نہیں فرماتا کہ نیک والدین کی بری اولاد ان کے واسطے رنج و افسوس کا باعث بنے تیسرا واقعہ ہمیں یہ بصیرت افروز سبق دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک والدین کی نیک اولاد کو کسی قسم کے نقصان سے دوچار فرمانا نہیں چاہتے اور ان کی ہر طرح حفاظت فرمائی جاتی ہے۔

اب حضرت موسیٰ کی شرط پر غور فرماویں کیوں آپ چپ نہ رہ سکے اور ہونے والے واقعات کا ٹھیک ٹھیک وہی نتیجہ اخذ فرمایا جو عقل و خرد کے مطابق تھا یہ اس لیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کاموں کی مصلحتوں سے آپ کو آگاہ فرمانا چاہتے تھے اور یہ بھی مشیئت تھی کہ خاص وقت تک آپ کا سفر رہے یہی وجہ ہے کہ دوسری دفعہ شرط ہارنے پر حضرت موسیٰ خود بخود فرماتے ہیں کہ اگر اب میں سوال کروں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا گمان غالب یہی ہے کہ حضرت خضر کو اس سفر کی مدت کا بھی علم تھا اس واسطے وہ کسی دفعہ یہ شرط نہیں لگاتے کہ اب آپ نے پوچھا تو آپ میرے ساتھ نہ رہ سکیں گے بلکہ نہایت لطیف پیرائے میں صرف یہ ارشاد ہوتا ہے کہ میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے دستِ غیب کی اس حیران کن کارگذاری کو ذہن میں محفوظ رکھیئے اور دوسرا واقعہ ملاحظہ فرمائیے

یہ واقعہ ہے اللہ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت یوسف علیہ السلام کا حضرت یوسف ایک خواب دیکھتے ہیں کہ گیارہ ستارے بمعہ سورج اور چاند آپ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ آپ یہ خواب اپنے والد محترم حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان فرماتے ہیں حضرت یوسف کا خواب سن کر حضرت یعقوب نے فرمایا

"اے میرے بیٹے اپنے اس خواب کا حال اپنے بھائیوں سے نہ کہنا کہ

Marfat.com

وہ تیرے خلاف کسی منصوبہ کی تدبیریں کرنے لگیں یاد رکھو شیطان انسان کا صریح دشمن ہے اور اسی طرح تیرا پروردگار تجھے برگزیدہ کرنے والا ہے اور یہ بات سکھلانے والا ہے کہ باتوں کا نتیجہ و مطلب (خواب کی تعبیر) کیوں کر ٹھہرایا جائے جس طرح وہ پہلے تیرے بزرگوں حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق پر اپنی نعمت پوری کر چکا ہے اسی طرح تجھ پر اور یعقوب کے گھرانے پر بھی پوری کرے گا بلاشبہ تیرا پروردگار حکمت والا ہے" (سورہ یوسف)

اس سے آگے حضرت یوسف کی طویل داستانِ حیات ہے بھائیوں کا بے گناہ کنوئیں میں پھینک دینا اور پھر خون آلود کرتہ حضرت یعقوب کو دکھا کر رو رو کر کہنا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا، حضرت یوسف کا قافلہ والوں کے ہاتھ آ کر بازارِ مصر میں فروخت ہونا، دیارِ مصر میں باوجود اجنبی ہونے کے ایک باعزت مقام حاصل کرنا آپ کے حسن و جمال پر عزیزِ مصر کی بیوی کا والہانہ عاشق ہونا اور اپنی مراد نہ پا کر حضرت یوسف کو بہتان کا نشانہ بنانا باری تعالیٰ کا حضرت کو اس بہتان سے سرخرو فرمانا، پھر بے گناہ جیل جانا اور پھر باعزت رہا ہو کر عزیزِ مصر کا مختارِ کل بننا بھائیوں سے دوبارہ ملاقات، حقیقی بھائی سے ملاقات اور پھر حضرت یعقوب سے ملاقات حضرت یوسف کی زندگی کے سارے واقعات بیان کرنے کی گنجائش نہیں لیکن جب طویل مدت کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام اور اپنے بھائیوں سے ملاقات ہوئی تو اس وقت کے حالات بیان کرنے ہمارے مقصد کے واسطے نہایت ضروری ہیں چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:-

" پھر جب ایسا ہوا کہ یہ لوگ (حضرت یعقوب اور سارے بھائی جنہوں نے آپ کو کنوئیں میں ڈال دیا تھا) یوسف سے ملے تو اس نے اپنے باپ اور ماں کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا اب شہر میں چلیں خدا نے چاہا تو آپ کے واسطے ہر طرح کی سلامتی ہے اور جب شہر

Marfat.com

ہیں داخل ہوئے تو حضرت یوسف نے تخت پر اپنے والدین کو بٹھایا اوراس وقت ایسا ہوا کہ سب اس کے آگے سجدے میں گر پڑے۔ اس وقت حضرت یوسف پکار اُٹھے اے میرے باپ یہ ہے تعبیر اس خواب کی جو مدّت ہوئی میں نے دیکھا تھا میرے پروردگار نے اس کو سچ ثابت کر دیا یہ اسی کا احسان ہے کہ مجھے قید سے رہائی دی آپ سب کو صحرا سے نکال کر میرے پاس پہنچا دیا اور یہ سب کچھ اس واقعہ کے بعد ہوا کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں اختلاف ڈال دیا تھا بلاشُبہ میرا پروردگار ان باتوں کے لیئے جو کرنی چاہیئے بہتر تدبیر کرنے والا ہے بلاشبہ وہی ہے جو جاننے والا ہے اور حکمت والا'' (سورۂ یوسف)

حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ انسانی زندگی کا کوئی پہلو نہیں جس پر رہنمائی نہ کرتا ہو لیکن ہمارا مقصد و مدّعا محدود ہے اوّل یہ کہ آپ نے ایک خواب دیکھا جس کو اپنے والدِ بزرگوار کی خدمت میں عرض فرما دیا والدِ محترم نے تعبیر فرمائی اور جب ایک طویل مدّت گذرنے کے بعد وُہ مقامِ بزرگ حضرت یوسف کو نصیب ہوتا ہے تو والد اور بھائیوں کے سامنے اس کا برملا اعلان فرماتے ہیں کہ یہ ہے اس خواب کی تعبیر یعنی اس تمام داستان کا علم اللہ تعالیٰ کو تھا۔ ان واقعات نے ہونا ہونا تھا ان کے لیئے بہتر تدبیر کرنے والا اللہ تعالیٰ تھا۔ دوم یہ کہ اس مقصدِ عظیم کی تکمیل کے واسطے بے شمار مصیبتیں آئیں لیکن سب میں سرخروئی اور کامیابی ہوئی جو محض فضلِ ربی تھا۔ سوم یہ کہ انسانی طاقتیں اس مقصدِ عظیم کی راہ میں یقیناً حائل ہوئیں لیکن اللہ کی تدبیر نے سب کو ناکام بنا دیا غور طلب بات یہ ہے کہ ایک ہونے والا واقعہ مدتوں پہلے حضرت یعقوب جان جاتے ہیں اور پھر جب حضرت یوسف اس مقام پر فائز ہوتے ہیں تو اس کی حرف بحرف تصدیق فرماتے ہیں کیا اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ دستِ قدرت پوشیدہ طور پر اپنے کام میں

Marfat.com

شدت سے مصروف ہے ضرور ایسا ہے کیونکہ یہ قول کسی عقل کا نتیجہ نہیں بلکہ پیغمبر حضرت یوسف بن حضرت یعقوب بن حضرت اسحاق بن حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام جلیل القدر پیغمبر کا فرمان ہے ہم ہیں کس کی مجال ہے کہ دم مار سکیں ۔

ذرہ ذرہ دہر کا زندانیٔ تقدیر ہے!
پردۂ مجبوری و لاچارگی تدبیر ہے!

اللہ تعالیٰ کے اس پوشیدہ ہاتھ کا علم ہونے کے بعد کیا ہم یہ باور کرنے پر مجبور نہیں ہو جاتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش بھی اسی دستِ غیب کی کڑی نگرانی میں ہوئی اور انہیں عام انسانوں جیسی زندگی عطا نہیں فرمائی گئی یہی وجہ ہے کہ حضور کی زندگی مبارک جو پیش از نبوت گذری بذاتِ خود لاثانی ہے اور قرآن حکیم آپ کی اس پاکیزہ زندگی کو آپ کی صداقت پر دلیل لاتا ہے یہ اسی دستِ غیب کی کرشمہ سازیاں تھیں کہ حضرت سیدہ حلیمہ جب آپ کو لے کر واپس گاؤں جا رہی تھیں تو آپ کی اونٹنی مستانہ وار دوڑ رہی تھی اور اپنے تمام ہمسفروں سے آگے تھے حالانکہ یہی اونٹنی جب مکہ معظمہ آئی تھی تو چل بھی مشکل سے رہی تھی اور سب سے پیچھے تھی جب ساتھیوں نے یہ دیکھا تو حیرت و استعجاب میں ڈوب کر وجہ پوچھی لیکن اس وقت حضرت سیدہ کو بھی کیا علم تھا کہ ان کی گود میں عام انسانی بچہ نہیں بلکہ وہ عظیم ہستی ہے جن کے انتظار میں گردشِ لیل و نہار ہزاروں برسوں سے بے تاب ہیں حضرت سیدہ کی عقل و دانش اس بات کا فیصلہ کرنے سے قاصر تھی کہ کس طرح ایک معصوم بچہ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ زیادتی نہیں فرماتا اور اپنے حصے کے دودھ پر صابر و شاکر رہتے ہیں ایک عام انسانی بچہ ان اوصاف کا مالک ہرگز نہیں ہو سکتا ان سب باتوں کا اٹل جواب صرف یہ ہے کہ سید الکونین کی پرورش خالق اکبر نے ایک امتیازی شان سے فرمائی تھی اور اس کا دستِ غیب دنیا والوں کی آنکھوں سے اوجھل ہمہ وقت شاہِ دوجہاں کی نگہداشت میں مصروف تھا آپ کی حیاتِ اقدس ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ عام بشریت کے تقاضے وہاں دم نہیں مار سکتے ۔

Marfat.com

پیدائش اور زندگی کے مراحل سے گذر کر اب ہم موت کے مرحلہ پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے بندوں کی موت درحقیقت موت نہیں بلکہ دنیا سے صرف روپوش ہونا ہے اللہ تعالیٰ شہداء کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں :-

" آپ نہ سمجھیں کہ جو لوگ قتل ہوئے اللہ کی راہ میں وُہ مردے ہیں نہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں خوش ہیں اس پر جو اللہ نے اپنے فضل سے اُن کو عطا فرمایا ہے" (سورۂ ال عمران)

پیشتر اس کے کہ مندرجہ بالا آیت پر غور کریں آپ یاد فرمالیں کہ بشر قرآنِ حکیم کے الفاظ میں کس مفہوم میں ادا ہوا ہے یعنی جو شکل وصورت انسان کی رکھتا ہو اور اس کی ضروریاتِ زندگی جسم وجان کے تقاضے پورے کریں اس لحاظ سے تمام نوعِ انسانی ایک وحدت ہے اور ہر ایک بشر کہلانے کا مستحق ہے لیکن اس وحدت کے فوراً دو گروہ بن جاتے ہیں ایک ایمان والے دوسرے کافر، دونوں کی حالتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کافر باوجودیکہ انسانی اعضاء اور جسم وجان ایک جیسا رکھتے ہیں لیکن راہ حق کے منکر ہیں لہذا کتے کی مثال اور چارپایوں جیسے ہوگئے ان کے ہاتھ، کان پاؤں اور دل اس کے مستحق نہیں کہ ان کو یہ نام دیا جائے کیونکہ وُہ ان اوصاف سے محروم ہوگئے جو ان کا خاصا تھا۔ انسانیت اور بشریت کے مقام سے یہ اسی وقت گر گئے جب اللہ سے انکار کیا اب جوں جوں اس انکار اور کفر وضلالت میں بڑھتے جائیں گے ان کا مرتبہ ومقام گرتا جائے گا یہاں تک کہ وُہ اسفل السافلین کی تاریک ترین گھاٹی میں داخل ہو جائیں گے۔ اور اللہ کے قہر وغضب کا شکار ہوں گے۔

دوسری جانب ایمان والے ہیں بشریت میں وُہ برابر ہیں لیکن جونہی وہ مومن ہوگئے اللہ پر ایمان لائے ان کو ایک نیا نام عطا فرمایا گیا اور یہ نام ہے اللہ کا بندہ ہے اور جوں جوں یہ اپنے ایمان میں پختہ ہوتے جائیں گے ان کے مراتب بلند ہوتے جائیں گے یہاں تک کہ ان کی منزل منتہا جمالِ کبریا بن جائے گی ۔

Marfat.com

شعلۂ در گیر زد در خس و خاشاک من !!
مرشد رومی کہ گفت منزلِ ما کبریا است (اقبال)

ان نیک بندوں میں بھی مراتب ہیں جن کا ذکر سورۂ نساء میں ہے اور وُہ مراتب ہیں نبی، صدیق، شہید اور صالح۔ نبی کا وہ بلند مقام ہے جہاں کسی محنت سے نہیں پہنچا جا سکتا گویا ایک عام بندہ زیادہ سے زیادہ صدیق کے مرتبہ پر فائز ہو سکتا ہے نبیوں میں اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو علیحدہ علیحدہ مرتبہ عطا فرمایا ہے اور ایک کو دوسرے پر فضیلت بخشی ہے علمائے امت اس بات پر متفق ہیں کہ ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفےٰ سید الانبیاء والمرسلین ہیں۔

اب آپ غور فرمائیں قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت پر جو شہداء کی فضیلت بیان فرما رہی ہے ارشاد ہے جو اللہ کی راہ میں قتل ہوں ان کو مردہ مت کہو وُہ زندہ ہیں اس دنیا سے روپوش ہونا ان کو مردہ نہیں بنا دیتا اور زندگی کے ثبوت میں زندگی کی ایک اہم ضرورت روزی کا ذکر بھی فرما دیا تاکہ کوئی شک و شبہ نہ رہے معلوم ہوا کہ موت جو عام انسانوں کو آتی ہے اس میں اور اس موت میں جو شہداء کو آتی ہے بہت نمایاں فرق ہے ایک کو ہم مُردہ کہہ سکتے ہیں دوسرے کو نہیں یہ بشر کی آخری کڑی تھی جو اللہ کے بندوں کے واسطے جدا ہو گئی اب آپ سوچیں کہ شہداء کو یہ عظیم مرتبہ کیوں ملا جواب ہے نبی کی اطاعت میں اور شہداء کا مقام صدیق کے بعد آتا ہے کوئی پوچھے صدیق کیسے بنا تو بھی جواب ہے نبی کی اطاعت میں۔

اب جب کہ نبی کی اطاعت مقام اوّل (صدیق) نہیں بلکہ مقام دوم (شہداء) کو اس قابل بنا دیتی ہے کہ موت بھی ان کو نہیں مار سکتی تو لامحالہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ مقام اولیٰ کے مقیم بھی موت سے نہیں مر سکتے اور جب اطاعت گذاروں کا یہ حال ہو تو جس مقدس ہستی کی اطاعت میں یہ مقام میسر آئے وہ یقیناً ان سب سے بلند ہے موت تو اسے چھُو بھی نہیں سکتی یہ ایک نبی کا مقام ہے اور جب ایک نبی کا یہ مقام ہو تو لاکھوں نبیوں کے جو سردار ہیں ان کے حق میں موت کی کیا حقیقت رہ جائے

Marfat.com

گی بالکل صفر ہے

نظر آئے گا اسی کو یہ جہان دوش و فردا
جسے آ گئی میسر میری شوخیٔ نظارہ
(اقبال)

پس ثابت ہوا کہ نبی کی پیدائش زندگی اور موت کوئی چیز بھی عام بشر کی طرح نہیں ہو سکتی یہ وہ پاک و برگزیدہ ہستیاں ہیں جن کی پیدائش کا انتظام سالہا سال، پہلے سے شروع ہو جاتا ہے اور کارکنانِ قدرت کا مخفی ہاتھ اپنی جولانیاں دکھانے میں لگ جاتا ہے یاد فرمایئے فرعونِ مصر کی پیش بندیاں دربار کے چوٹی کے نجومی فرعون سے کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو تمہاری حکومت کو نیست و نابود کر دے گا عقل و دانش کو خدا سمجھنے والا اور خدائی کا دعویدار حکم دیتا ہے کہ بنی اسرائیل کے ہر لڑکے کو قتل کر دیا جائے اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیا جائے لیکن اس کے باوجود حضرت موسیٰ پیدا ہوئے اور اسی فرعون کے گھر پلے، اور جوان ہوئے جو ان کی موت کا خواہاں تھا مشیت ایزدی کا اعلان بوقتِ پیدائش سنیئے سورۂ القصص میں ارشاد ہے:۔

"اور ہم نے حکم بھیجا حضرت موسیٰ کی والدہ کو کہ اس کو دودھ پلا اور جب تجھ کو ڈر ہو اس کا تو ڈال اس کو دریا میں اور بالکل نہ خوف کریں نہ غم ہم پھر اس کو تیری طرف پہنچا دیں گے اور کریں گے اس کو رسولوں میں سے"

معصوم بچہ پیدا ہوتا ہے ماں غم سے نڈھال ہو جاتی ہے کہ نہ جانے کس وقت ظالم فرعون کے ظالم کارندے آ کر اس کا خاتمہ کر دیں حکمِ ربانی ہوتا ہے کہ آپ اسے آرام سے دودھ پلا کر دریا کی لہروں کے حوالے کر دیں ہم اس کے نگہبان ہیں عنقریب دوبارہ آپ سے ملایا جائے گا اور یہ کہ اس کو مرسلین میں کیا جائے گا حضرت موسیٰ کی والدہ معصوم بچہ کو دریا کی لہروں کے حوالے کر دیتی ہیں جو فرعونِ مصر کے محلات کے نیچے سے گذرتا ہے کوئی شخص حضرت موسیٰ کو دریا کی لہروں سے

Marfat.com

اٹھا لیتا ہے اور ملکۂ عالیہ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہے ملکہ معصوم بچے کو لے کر اُسے دل و جان سے چاہنے لگتی ہے اور پھر فرعون آجاتا ہے اور غصے سے پھنکارتا ہے لیکن ملکہ اسے ٹھنڈا کرتی اور فرماتی ہے کہ کتنا خوبصورت بچہ ہے شاید ہم اس کو اپنی اولاد بنا لیں فرعون مان جاتا ہے اور دودھ کے واسطے دایہ کی تلاش شروع ہو جاتی ہے حضرت موسیٰ کسی دایہ کا دودھ نہیں پیتے آپ کی بہن قریب کھڑی سے وہ اپنی والدہ کا پتہ دیتی ہیں اور چند لمحوں بعد ماں کا لال پھر اپنی حقیقی ماں کی آغوش شفقت میں شاداں دودھ پی رہا ہوتا ہے دنیا کی کوئی طاقت اس بات کی قدرت نہیں رکھتی کہ پرورش کا ایسا انتظام کر سکے جانی دشمن کے محل میں پرورش اپنی حقیقی ماں کی آغوش شفقت میں اور کسی کو معلوم نہیں کہ بچہ اپنی ماں کا دودھ پی رہا ہے ۔ اللہ اکبر

تو جو چاہے تو اُٹھے سینۂ صحرا سے حباب
تیری رحمت تو وہ ہے جس کی نہ حد ہے نہ حساب

میں نے حضرت موسیٰ کی پیدائش کا واقعہ نہایت اختصار سے لکھا ہے۔ قرآن کریم میں متعدد سورتوں میں آپ کی حیاتِ اقدس کا ذکر موجود ہے مقصد صرف یہ ہے کہ نبی کی پیدائش اور پرورش کے واسطے جو خاص انتظام کیے جاتے ہیں وہ ناظرین پر واضح ہو جائیں اور انبیاء کا جسم و جان ہماری طرح کا ہونا ان کو ہر بشر کی طرح نہیں بنا دیتا آپ حضرت یوسف کا واقعہ یاد فرمائیں جب عزیز مصر کی ملکہ اور مصری عورتوں کا دامِ فریب تار تار ہو جاتا ہے تو سب یک زبان ہو کر پکار اٹھتی ہیں کہ یہ کوئی انسان نہیں فرشتہ ہے غور فرماویں تو مصری عورتوں نے بشر کی بہت عمدہ نشاندہی کی ہے یعنی ایک بشر عورتوں کے دامِ فریب سے بچ نہیں سکتا۔ حُسن بھی ہو، حکومت بھی ہو پھر سپردگی کی دیوانگی بھی ہو تو بشر بیچارہ کیا کرے گا اور جو اس جال سے نکل جائے وہ یقیناً عام بشر نہیں ہو سکتا یہ ایک ایسا مقام ہے جو نہائیت گہرا مطالعہ اور غور و فکر چاہتا ہے اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ انبیاءِ کرام پر بشر ہونے کا اعتراض کفار نے کیا تھا اور کسی مسلمان کو

Marfat.com

ان کا ہم زبان ہونا کہاں زیب دیتا ہے۔

بشر کی صفات

جو حضرات بشر بمعنی عام انسان لینے پر مُصر ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ جو کوئی اعضائے جسمانی اور شکلِ انسانی رکھتا ہو وہ سب کے سب ایک جیسے ہیں تو ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ قرآن کریم کے ان مقامات پر غور فرماویں جہاں انسان کی اجتماعی صفتیں بیان فرمائی گئی ہیں مثلاً قرآن کریم میں ہے انسان ظالم اور جاہل ہے تو کیا یہ ظالم اور جاہل ہونا ہر انسان کے لیئے لازم آئے گا سورۂ انبیاء میں ارشاد ہے خلق الانسان ضعیفا اور انسان کو ہم نے کمزور بنایا اسی طرح سورۃ المعارج میں فرمانِ باری ہے :۔

"بے شک انسان بنا ہے جی کا کچا جب پڑے کوئی برائی تو گھبرائے اور جب پہنچے خیر تو نہ دینے والا ہو"

سورۂ العدیٰت میں ارشاد ہے ان الانسان لربہ لکنود انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ دوسری سورۃ میں ارشاد ہے :۔

"قسم ہے یوم قیامت کی اور قسم ہے نفسِ لوامہ کی کیا خیال کرتا ہے انسان کہ جمع نہ کریں گے ہم اس کی ہڈیاں"

یقیناً ہڈیوں کو جمع کیا جائے گا اور کوئی اللہ کا بندہ اس سے منکر نہیں ہو سکتا لیکن یقیناً کچھ منکر موجود ہیں جن کی خاطر اتنی تاکیدی آیت نازل فرمائی گئی اور بلاشبہ ایسے منکر بھی تو بشر ہی تھے۔

اسی طرح انسان کی فطری اور طبعی کمزوریوں کا ذکر بار بار فرمایا گیا جن سے انکار نہیں ہو سکتا لیکن مجھے پورا پورا یقین ہے کہ کوئی مسلمان معاذ اللہ کسی نبی کی شانِ اقدس میں ظالم، جاہل، جی کا کچا، رب کا ناشکر گذار اور قیامت کا منکر جیسے الفاظ استعمال نہیں کرے گا اگر کرے گا تو قرآن حکیم کی صریح خلاف ورزی کرے گا وہ دائرۂ ایمان سے خارج تصور ہو گا پس یہی حال بشر کا سمجھیں اور

Marfat.com

اسی طرح اس کی ہمہ گیری کو محدود رکھیں میرے خیال میں صحیح راہ یہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ قرآنِ حکیم کی روشنی میں لبشر ہونا بھی کارے دارد ہے۔

ممکن ہے بعض حضرات کے دل میں خیال پیدا ہو کہ میں نے ایسی بات کہی ہے جو عقل کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتی جو عقل کے تقاضے پورے نہیں کرتی تو عقل کو امام بنانے والوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ عقل بیچاری کی بساط ہی کیا ہے نہیں معلوم کہ وُہ خود کیا ہے کیا موجودہ زمانہ کی سائنسی ایجادات کا چند سال پہلے تصور بھی کیا جا سکتا تھا عقل تو اس وقت بھی تھی یا کیا آپ سوچ سکتے ہیں آئندہ چند سال میں کیا ہونے والا ہے کیا آپ اپنی عقل پر بھروسہ کر سکتے ہیں کہ جو فیصلہ یہ آج دے رہی ہے یہی دس سال بعد دے گی یا دس سال پہلے اسی کا یہی فیصلہ تھا جو آج ہے کیا عقل اس مسئلہ کا حل ڈھونڈ سکتی ہے کہ ایک سی کوشش ایک سے نتائج کیوں بر آمد نہیں کرتی جس کسوٹی کی یہ حقیقت ہو اس کو کس طرح منصف ٹھہرایا جا سکتا ہے حضرت اقبال رہنمائی فرماتے ہیں ؎

گذر جا عقل سے آگے کہ یہ نور

چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے

لہٰذا لازم آتا ہے کہ ایسے نازک موقع پر عقل فرمایہ کے ہاتھوں سے زمامِ عشق چھین کر دل کے ہاتھ دے دینی چاہیئے کیونکہ یہ وہ نازک مقام ہے جہاں عقل و خرد کی موشگافیاں دھوکہ کھاتی رہیں گی۔

خرد سے رہروِ روشن لبصر ہے

خرد کیا ہے چراغِ رہگذر ہے!

درونِ خانہ ہنگامے ہیں کیا کیا

چراغِ رہگذر کو کیا خبر ہے

اس ساری بحث کے باوجود آپ اگر ذرا غور فرمادیں تو یہی حضرات جو بشر کو اتنی وسعت دینا چاہتے ہیں کہ اپنے موحد ہونے پر مہر ثبت کر سکیں ان

Marfat.com

کا اپنا دل بھی ان کی تحقیق پسند نہیں کرتا ان حضرات کے نام پر اگر آپ توجہ فرمادیں تو اصلی نام کا دور دور تک پتہ نہیں چلے گا کہیں کسی نے سید کا دامن تھاما کوئی صدیقی، کوئی فاروقی کی چادر اوڑھے پھر رہا ہے۔ بابر، اکبر، اورنگزیب بلبن یا التمش کے اصلی نام کیا تھے تو یہ سارا کیا چکر ہے کیوں نصیر الدین یا جلال الدین نام پسند نہیں رہے موجودہ دور کے بڑے بڑے علمار، صوفیاء اور شعراء تک کا اصلی نام کم کو معلوم ہوگا بہت سے ایسے ہیں جو اپنے آپ کو مولانا، سیدنا، حضرت صاحب یا امام صاحب کہلوانا پسند کرتے ہیں یہ سب جھنجھٹ محض انا کی تسکین ہے عام انسانوں سے ذرا بلند سطح پر رہنے کی تمنا ہے عوام کے خادم تک عوام سے دور بھاگتے ہیں اور قائد عوام کہلاتے ہیں یہ سب کچھ اگر جائز ہے تو پھر یں جو مثل کہا گیا ہے وہ مخصوص اور محدود معنوں میں رہنے دیجئے خاص طور پر جب اللہ کے پیاروں کا ذکر ہو رہا ہو جن کا حال اللہ ہی جانتا ہے ۔

جلا سکتی ہے شمعِ کشتہ کو موجِ نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں

Marfat.com

Marfat.com

باب دوم

تخلیقِ آدمؑ

○

طلسمِ بود و عدم جس کا نام ہے آدم
خدا کا راز ہے قادر نہیں ہے جس پہ سخن
اگر نہ ہو تجھے اُلجھن تو کھول کر کہہ دوں
وجودِ حضرتِ انسان نہ روح ہے نہ بدن

○

(اقبالؒ)

Marfat.com

تخلیقِ آدم ——————

مشیّتِ ایزدی ——————

تخلیقِ آدم ——————

مسجودِ ملائک ——————

انکارِ ابلیس ——————

عقل و عشق ——————

خروج از جنّت ——————

ابلیس کی شکست ——————

Marfat.com

تخلیقِ آدم

مشیّتِ ایزدی

پہلے باب میں بشر کی حقیقت اس کا مفہوم اور مومن و کافر کا فرق عرض کیا گیا ہے اس فرق کو سمجھنے کے واسطے ضروری ہے کہ حضرت آدم کی تخلیق کا مطالعہ کیا جائے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ خالق اکبر نے اپنے بندوں اور منکرینِ حق کے مقامات میں جو تفاوت رکھی ہے وہ کتنی صحیح ہے۔

ذرا تصور کیجئے اس زمان و مکان کا جب خالقِ کل نے زمین و آسمان، سمندر پہاڑ، دریا، چاند، ستارے، فرشتے اور جن پیدا فرما دیئے اور خود ذاتِ باری تعالیٰ شانِ کبریائی سے تختِ حکومت پر جلوہ افروز ہیں کائنات کی ہر شے ذکر و تسبیح اور حمد و تمجید میں ڈوبی ہوئی ہے سب کے سر حضورِ حق میں سجدہ ریز ہیں کسی کو مجال نہیں کہ دم مار سکے ساری فضا سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر کے نعرے لئے مستانہ سے معمور ہے مہرِ عالمتاب کو تاج زر، چاند کو چاندنی ستاروں کو تابندگی شبنم کو رونا۔ گل کو ہنسنا مل چکا تھا اور ہر کوئی اپنی قسمت پر نازاں تھا پھولوں کو سرخ و سپید اور درختوں کو ہرے بھرے لباس سے سجایا جا چکا تھا گویا تمام کائنات نور میں منور کر دی گئی اور ہر چیز اپنے خالق کے آگے سر بسجود تھی۔

یکایک مشیّتِ ایزدی کا اعلان ہوا۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ

"میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں"

Marfat.com

بشر کا صحیح مفہوم

قرآن حکیم کا بغور مطالعہ اس اہم نکتہ سے پردہ اٹھاتا ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کے رسول اس دُنیا میں تشریف لائے اور بھٹکی ہوئی قوم کو راہِ مستقیم کی طرف بلایا ہمیشہ یہی ہوا کہ قوم کا سوادِ اعظم اس ذاتِ اقدس کا جانی دشمن بن گیا جس کے مبارک لبوں سے نعرۂ توحید بلند ہوا انسانی ذہن وفکر نے ہر وہ حربہ آزمایا جس سے ایسے بزرگ و برتر انسان کی شکست یا حوصلہ شکنی کی ذرا بھی امید کی جا سکتی تھی تاریخ کا مطالعہ بھی اس امر پر شاہد ہے کہ طاغوتی طاقتیں ہمیشہ متحد ہو کر نورِ ربانی کو مٹانے کے درپے رہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہمیشہ صحیح ثابت ہوتا رہا کہ جاء الحق وزھق الباطل

مولانا ظفر علی خان مرحوم نے کیا صحیح فرمایا ؎

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

سورۃ التوبہ میں فرمانِ باری ہے :-

"یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی روشنی اپنی پھونکوں سے بجھا دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ یہ روشنی پوری کیئے بغیر رہنے والا نہیں اگرچہ کافروں کو پسند نہ آئے"

کفر و باطل کی فوجوں نے آخری معرکہ آرائی سے پہلے ہمیشہ طعن و تشنیع سے اپنا مقصد نکالنا چاہا اور اللہ کے برگزیدہ رسولوں کو کبھی مجنوں کہا، کبھی شعبدہ باز، کبھی جادوگر، کبھی شاعر اور کبھی جاہ و مرتبہ کا متمنی چونکہ نبی کے اولین مخاطب ہمیشہ شرک و گمراہی کی ظلمتوں میں ڈوبے ہوئے ہوتے تھے ہر قبیلہ کے کئی کئی خدا اور کئی قسم کی مکروہ رسومات ہوتی تھیں اس واسطے یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ نبی یا رسول کو مافوق الفطرت ہستی ہونا چاہیئے جو خدا کا برگزیدہ ہے وہ اس بات کو سمجھنے میں دقت محسوس کرتے تھے

Marfat.com

کائنات تھم گئی، فرشتوں کو حیرت ہوئی اور ڈرتے ڈرتے عرض کر ہی دی کہ بارِ الٰہا کیا ایسی ہستی کو خلیفہ بنایا جا رہا ہے جو زمین میں خرابی پھیلائے گا اور خوں ریزی کرے گا حالانکہ ہم حضور کی حمد و ثنا کرتے ہیں پاکی و قدوسی کا اقرار کرتے ہیں۔ نہ جانے فرشتوں نے یہ باتیں کیسے عرض کر دی تھیں بہر حال دل کی بات زبان پہ آ ہی گئی لیکن باری تعالیٰ نے فرمایا میری نظر جس حقیقت پر ہے اس کی تمہیں خبر نہیں باری تعالیٰ کا اٹل فیصلہ سُن کر فرشتے حمد و تمجید میں محو ہو گئے اور پھر لب کشائی کی ہمت نہ ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ باری تعالیٰ حضرت انسان کو پیدا فرما کر حمد و ثنا سے کچھ زیادہ چاہنے والے تھے ورنہ کائنات کا ذرہ ذرہ محوِ تسبیح تھا کیا سراپا حُسن و جمال کو عاشق جانباز کی ضرورت تھی؟

نہ کر تقلید اے جبریل میرے جذب و مستی کی
تن آساں عرشیوں کو ذکر و تسبیح و طواف اولیٰ
(اقبال)

آگے چلنے سے پہلے مشیّت ایزدی کو اچھی طرح ذہن نشین فرما لیجئے اب آپ سوچیں کہ نائب کا کام کیا ہے اپنے مالک کے احکام کی مکمل پیروی جب تک نائب میں اطاعت، دیانت، امانت قائم رہے گی مالک کا احسان و کرم بڑھتا جائے گا درجات بلند ہوتے جائیں گے یہی کچھ آپ حکمرانوں میں بھی دیکھتے ہیں کیا آپ کے ذہن میں کوئی ایسی حکومت یا ایسی ریاست آ سکتی ہے جہاں مملکت کے سربراہ کا نائب اس کی حکم عدولی بھی کرے اور پھر دندناتے ہوئے اس کی بادشاہی میں پھرتا بھی رہے جواب یقیناً نفی میں ہوگا ہمارے سر شرم و ندامت سے جھک جانے چاہئیں کہ ہم بہ کمال بے حیائی اپنے مالک کی حکومت میں اس کی جملہ نعمتوں سے سرفراز بھی ہیں لیکن کبھی بھول کر بھی خیال نہیں آتا کہ اس مالک کے احکام کا بھی خیال رکھیں جس کی قدرت اتنی عظیم ہے کہ ایک لمحہ میں کائنات کو نیست و نابود کر دے معلوم ہوا کہ نائب

Marfat.com

پیدا فرمانے کا مقصد احکامِ ربانی کی اطاعت اور زمین میں ان کی تبلیغ تھی۔

تقدیر کے پابند جمادات نباتات
مؤمن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند

اب آگے چلیں قرآن کریم میں ارشاد باری ہے:

"جب فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ میں بناتا ہوں مٹی سے انسان پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے آگے سجدے میں گر پڑو۔" (سورۂ ص)

سورۂ حجر میں ارشادِ گرامی ہے:

"بلاشبہ یہ واقعہ ہے کہ ہم نے انسان کو خمیر اٹھائے ہوئے گارے سے بنایا جو سوکھ کر بجنے لگتا ہے اور اس سے پہلے ہم جنوں کو ہوا کی جلتی ہوئی گرمی سے پیدا کر چکے تھے اور جب ایسا ہوا کہ آپ کے پروردگار نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں خمیر اٹھے ہوئے گارے سے جو سوکھ کر بجنے لگتا ہے ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں تو جب میں اُسے درست کر دوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو چاہیئے کہ تم سب اس کے آگے سربسجود ہو جاؤ"

مندرجہ بالا آیات قصۂ آدم کی ابتدائی کڑیاں ہیں اس کی تخلیق مٹی سے ہوئی لیکن ایسی مٹی سے جس کا خمیر اٹھ چکا تھا کوئی انسان اندازہ نہیں کر سکتا کہ مٹی کے خمیر اٹھنے میں کتنی صدیاں گذری ہوں گی جب خمیر اٹھ گیا اور پھر سوکھ کر بجنے لگا تو حضرتِ انسان کا جسم تیار کیا گیا جسم تیار ہو گیا تو بشر بن گیا اس مقام پر بھی وہ حضرات غور فرمالیں جو بشر بمعنی عام انسان لیتے ہیں یہاں قرآن حکیم جسم کو بشر فرما رہا ہے جو مٹی سے تیار کیا گیا آگے ارشاد ہے اور جب اس میں اپنی روح پھونک دوں تو چاہیئے کہ تم سب اس کے آگے سربسجود ہو جاؤ

Marfat.com

معلوم ہوا کہ ملائکہ کو سجدہ کرنے کا حکم اس وقت تھا جب اِنسانی ہیولیٰ میں، روح پھونک جائے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ روح کیا ہے قرآنِ حکیم اس کے جواب فرماتا ہے "روح اللہ کے حکم سے ہے" یہی وُہ لطیف راز ہے جس کی طرف حضرت علامہ اقبال نے اشارہ فرمایا ہے ؎

طلسم بود و عدم جس کا نام ہے آدم
خدا کا راز ہے قادر نہیں ہے جس پہ سخن
زمانہ صبح ازل سے رہا ہے محوِ سفر!
مگر یہ اس کی تگ و دو سے ہوسکا نہ کہن!
اگر نہ ہو تجھے اُلجھن تو کھول کر کہہ دوں!
وجودِ حضرتِ انسان نہ روح ہے نہ بدن

جسم مٹی سے بنایا گیا اس میں روح پھونکی گئی روح! اللہ کے حکم سے ہے دیکھیئے اور سوچیئے انسان کیا بن گیا مٹی کا حقیر ذرہ جب حکم بنتا ہے تو اس کی وسعت کا کیا کہوں۔ مومن کا یہ مقام بلند بزبان حضرت علامہ اقبال سے

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن!
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

قرآن ایک دستورالعمل ہے اللہ کے احکام کا مومن ان احکامِ الٰہی میں سے ایک حکم ہے لہٰذا قرآن بن گیا اب اس پر لازم آتا ہے کہ جس چیز کا یہ حصہ ہے اسے مِن وعَن اپنالے اور قرآن کی مکمل تفسیر بن جائے۔

روح کی اہمیت جاننے کے بعد آگے چلیئے انسانی ہیولیٰ تیار ہے اللہ کی روح پھونکی جاچکی ہے اب حضرت آدم کائنات ارضی کے مقابل کھڑے کر دیئے جاتے ہیں اور افضل ترین مخلوق ملائکہ سے خالقِ کائنات مخاطب ہیں کچھ چیزیں پیش کی گئی ہیں اور حکم ہوا بتاؤ ان اشیاء (حقائق) کا نام کیا ہے اگر تم اپنے اس شبہ پر درستی پر ہو جو تم نے ابھی ابھی تخلیقِ آدم کی مشیت کے

Marfat.com

وقت ظاہر کیا ہے فرشتے حیران و پریشان ہو کر عرض کرتے ہیں الٰہی ساری پاکیاں اور بزرگیاں آپ کے لیئے ہی ہیں ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا آپ نے ہمیں سکھلایا ہے بیشک تو بڑے ہی علم اور حکمت والا ہے ہم اس سوال کا جواب نہیں جانتے۔

فرشتوں کا عجز و انکساری سے لاعلمی کا اظہار پا کر حضرت آدم کو مخاطب فرمایا جاتا ہے کہ اے آدم تم ان حقائق کے نام تبلاؤ حضرت آدم کو ان حقائق کا علم باری تعالیٰ نے عطا فرما دیا تھا اس لیئے آپ نے حقائق کا نام تبلا دیا اور فرشتے حیرت اور استعجاب میں ڈوب گئے اور کوئی پکار اٹھا ؎

نعرہ زد عشق کہ خونیں جگرے پیدا شد

حسن لرزید کہ صاحب نظرے پیدا شد

خالق اکبر نے حضرت آدم کو جملہ کائنات پر بزرگی عطا فرما کر انی اعلم مالا تعلمون کو سچ ثابت فرما دیا اور تمام فرشتوں کو حکم فرمایا کہ آدم کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤ تمام فرشتے باری تعالیٰ کا حکم پاتے ہی آدم کے آگے سجدہ میں گر گئے لیکن ایک ہستی ایسی بھی تھی جس نے آدم کو سجدہ نہ کیا اور تنی ہوئی گردن لیئے کھڑا رہا جب سے کائنات بنی تھی یہ پہلا موقعہ تھا کہ ایک مخلوق نے اللہ کا حکم ماننے سے گریز کیا تھا۔ اور وہ تھا ابلیس یعنی شیطان اور انسان کی تخلیق کے بعد اس کی عزت و عظمت کا یہ سب سے پہلا موقعہ تھا جب اللہ نے اسے بزرگی عطا فرمائی لیکن شیطان نے اس کی عظمت و عزت سے جل کر خالق اکبر کے حکم سے روگردانی کر دی تھی دنیا میں عزت اور نیک نامی ایک ایسی بیش بہا دولت ہے کہ کوئی بھی انسان ایسا نہیں ہوگا جو اس کے حصول کے واسطے جان جوکھوں میں ڈالنے سے گریز کرے اور جونہی کسی کی عزت پر زد پڑتی ہے تو وہ اپنی ہر متاع عزیز عزت اور عظمت کے تحفظ میں لٹانے پر تل جاتا ہے دنیا کی تاریخ اس حقیقت پر گواہ ہے کہ لاکھوں کروڑوں جانیں عزت و ناموس کی حفاظت کی خاطر قربان کر دی گئیں۔ کتنی ہی آبادیاں، سرسبز و شاداب کھیتیاں اسی آن کو برقرار رکھنے کے واسطے

Marfat.com